OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

غیر مسلموں سے تعلقات و موالات: سعید رمضان بوطی کے افکار کا مطالعہ

Relations with non-Muslims: A Study of the Thoughts of Saeed Ramzan Bouti

Muhammad Riaz Ahmad
Doctoral Candidate Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan
Prof. Dr. Muhammad Idrees Lodhi
Director Seerat Chair, Bahauddin Zakariya University, Multan

Abstract

Islam is a complete and comprehensive code of life. Islam has far-reaching and result-oriented instructions to deal with our fellow Muslims in the most upright and beautiful manners. Human beings can seek guidance that enables them to deal/treat the non-Muslims in an excellent way on the basis of justice and equality. Dr. Muhammad Sa'eed Ramadan Al-Buti was a great scholar of his time. He wrote numerous books on different subjects with valuable ideas and perspectives. In this article, his analytical study about Islamic etiquettes of dealing with the Non-Muslims will be presented. Dr. Al-Buti viewed friendship and overly-compassionate behavior towards the Non-Muslim to be Haram (Impermissible) as numerous Holy Verses of the Glorious Quran that indicate on the impermissibility of establishing friendship with the Non-Muslims. However, the impermissibility of being fraternizing with them does not necessitate the impermissibility about them to be treated with tolerance and forbearance. In fact, justice highlights that they should be treated with kindness and soft speech. Neither does it necessitate that the Non-Muslims should be oppressed nor does emphasizes that

CC BY

they should be deemed in society as despicable people and to be treated in such a way. The Holy Prophet Muhammad's (ﷺ) blessed autobiography teaches the humanity to treat them without any discrimination. They must be treated politely and graciously with tolerance and good etiquettes.

Keywords: Non-Muslims, Friendship, Kindness, Soft speech, Tolerance, Good Etiquettes, Bouti

تمہید

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں جہاں اہل اسلام کے ساتھ حسن سلوک اور اعلیٰ اخلاق و تعلقات قائم کرنے پر جامع تعلیمات ملتی ہیں، وہیں غیر مسلموں کے ساتھ اپنے رویوں اور کردار کو بھی عدل و انصاف کے ساتھ بیان کرنے کی ہدایات موجود ہیں۔ قرآن و سنت اور سیرت رسول امین ﷺ میں مسلمانوں کے غیر مسلموں کے ساتھ خاندانی، سماجی، معاشرتی اور معاشی غرض ہر نوع کے مسائل کے متعلق رہنمائی میسر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام عالمگیر دین ہے۔ اس کا مخاطب کوئی ایک طبقہ نہیں، بلکہ ساری انسانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾[1] ”کہہ دیں: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول (بن کر آیا) ہوں۔“ جس دین کا خطاب دنیا کے تمام انسانوں اور ان کے جمیع طبقات سے ہو، وہ کسی طبقے سے نفرت اور عداوت کا درس نہیں دے سکتا۔ اسلام نے تعلقات میں صداقت، تواضع، انکساری، نرمی، بردباری، تحمل و برداشت، عفو و درگزر اور ہر حال میں عدل و انصاف پر قائم رہنے کی تاکید کی ہے اور جھوٹ، مکر و فریب، ترش روی، سخت مزاجی، غیظ و غضب اور فتنہ و فساد سے اجتناب کا حکم دیا ہے۔ سماجی تعلقات اور معاشرتی رویوں کے متعلق اسلام کی یہ ہدایات محض ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان کے ساتھ تعلقات کے بارے وارد نہیں ہوئیں، بلکہ مسلم اور غیر مسلم ہر دو سے سماجی تعلقات میں ان اعلیٰ اقدار کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو غیر مسلموں کے ساتھ معاملات میں رواداری پر مبنی رویہ اپنانے کا حکم دیا ہے۔ اسلام نے تمام انسانوں سے اخلاق حسنہ اور عدل و انصاف کی تاکید کی ہے۔ دین اسلام نے مسلمانوں کو غیر مسلموں کے ساتھ معاملات قائم کرنے کے بارے کیا احکامات جاری کیے ہیں؟ اس بارے ڈاکٹر محمد رمضان بوطی نے سیرت مصطفیٰ سے کیا اخذ کیا ہے اور ان کے افکار کیا ہیں؟ ڈاکٹر بوطی کی فکر کا مطالعہ کرنے سے قبل ڈاکٹر محمد سعید رمضان بوطی اور ”موالات“ کا تعارف کروا دینا مناسب ہے۔

ڈاکٹر محمد سعید رمضان بوطی

ڈاکٹر محمد سعید رمضان بوطی اپنے دور کے بلند پایہ ادیب تھے۔ آپ 1929ء کو جیلکا جزیرہ بوطان میں ملا رمضان بوطی کے ہاں پیدا ہوئے۔ چھوٹی عمر میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ جزیرہ بوطان ترکی سے ہجرت کر کے دمشق آ بسے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ چھ سال کی عمر میں ایک خاتون معلمہ سے قرآن مجید مکمل پڑھ لیا۔ بعد ازاں اپنے والد گرامی سے اسلامی تعلیم پڑھتے رہے۔ 1953ء میں شیخ حسن المیدانی سے ثانوی تعلیم مکمل کی۔ 1955ء میں جامعہ ازہر کے کلیہ شریعہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کر کے 1957ء میں جامعہ دمشق میں تدریس سے منسلک ہوئے۔ عرصہ دراز دمشق یونیورسٹی میں

تدریسی خدمات پر مامور رہے۔ دوران تدریس ہی جامعہ ازہر سے پی ایچ ڈی کی ڈگری امتیازی حیثیت سے حاصل کی۔ آپ کے قلم سیال سے بہت سی کتب منظر عام پر آئی۔ ڈاکٹر بوطی نے ساری زندگی علم وادب کی آبیاری کی اور متنوع موضوعات پر خامہ فرسائی کرکے اپنے افکار کو متعارف کرایا۔ آپ نے ادبیات، قرآنیات، اخلاقیات، اور روحانیات کے موضوعات کو موضوع سخن بنایا۔ آپ کی تصانیف میں جدید فقہی مباحث و تنقیحی رجحانات نمایاں ہیں۔ پوری زندگی درس وتدریس میں مشغول رہ کر بالآخر 21/مارچ 2013ء بروز جمعرات کو دوران درس قرآن جامع مسجد الایمان دمشق میں خود کش حملے کی زد میں جام شہادت نوش کیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔[2]

موالات کا مفہوم

"موالات" والى يوالي ولاء وموالاة سے مصدر ہے۔ جس کا معنٰی محبت کرنا اور نصرت و مدد کرنا۔ اسی سے لفظ "ولی" دوست کے معنٰی میں مستعمل ہے۔ اس کا برعکس "عدو" ہے جس کا معنٰی دشمن ہے۔ موالات کی ضد معادات ہے۔ وَلایت نصرت کے معنٰی میں مستعمل ہے۔ ابن منظور افریقی (المتوفی: 711ھ) نے لکھا ہے: "الموالاة: أن يتشاجر اثنان فيدخل ثالث بينهما للصلح، ويكون له في أحدهما هوى فيواليه أو يحابيه، ووالى فلان فلانا، إذا أحبه."[3] "دولوگوں کے باہمی تنازع میں تیسرا آدمی صلح کے لیے داخل ہو جائے، اور اس کی ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ محبت ہو تو وہ اس سے محبت کرنے لگے تو اسے "موالات" کہتے ہیں اور "والى فلان فلانا" کا معنٰی "فلاں نے فلاں سے محبت کی۔" علامہ راغب اصفہانی (المتوفی: 425ھ) نے یوں تحریر کیا ہے: "ولایت کا معنٰی نصرت ہے اور وِلایت کا امارت و حکومت۔ ولی اور مولی اسی معنٰی میں مستعمل ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا مددگار اور دوست ہے۔ قرآن مقدس میں ہے: ﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا﴾[4] "اللہ مؤمنوں کا ولی ہے۔"[5] ولاء اور موالات کا شرعی معنٰی ایک دوسرے کی مدد کرنا، باہمی محبت کرنا اور ایک دوسرے کو تقویت پہنچانا ہے۔ امام ابن کثیر (المتوفی:774ھ) قرآن مجید کی درج ذیل آیت: ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾[6] کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں: "أي يتناصرون ويتعاضدون"[7] یعنی ایک دوسرے کی نصرت وتائید کرنے والے ہیں۔ بہر حال گزشتہ کلام سے مترشح ہوا کہ "موالات" سے مراد قلبی اور دلی محبت ہے اور یہ صرف اہل ایمان کے ساتھ جائز ہے۔ اہل ایمان ایک دوسرے سے دلی دوستی اور قلبی لگاؤ رکھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی یہ صفت یوں بیان کی ہے: ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾[8] "مؤمن مرد اور عورتیں بعض بعض کے دوست ہیں۔" ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾[9] "بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا، اور وہ لوگ جنہوں نے (مہاجرین) کو جگہ دی اور ان کی نصرت کی تو یہی لوگ بعض بعض کے دوست ہیں۔" ان آیات کے علاوہ اور کافی ساری آیات بینات ہیں جن میں اہل ایمان کو ایک دوسرے کا دوست قرار دیا گیا ہے اور حدیث نبوی میں بھی اس کی وضاحت موجود ہے۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: «لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه»[10] "کوئی شخص تم میں سے اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہ اپنے بھائی کے لیے پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔" ایک اور حدیث میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اہل ایمان کے آپس میں محبت کرنے کو جسد واحد کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ فرمایا: «مثل المؤمنين في توادهم وتراحمهم وتعاطفهم مثل الجسد، إذا اشتكى منه عضو تداعى

له سائر الجسد بالسهر والحمى»[11] "مؤمنوں کی مثال آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے اور رحم کرنے اور شفقت کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے کہ جب جسم کے ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار کا شکار ہو جاتا ہے۔" ان نصوص کے علاوہ اور کئی واضح دلائل ہیں جن سے قلبی محبت اور دلی تعلق صرف اہل ایمان کے لیے ثابت ہوتا ہے۔ باقی رہا کفار اور مشرکین سے گہری محبت والفت، قلبی لگاؤ اور رازدارانہ تعلق استوار کرنا اور ان کا حقیقی احترام واکرام کرنا جس سے کفر اور اہل کفر کی تعظیم واحترام لازم آئے، ناجائز ہے۔ قرآن مجید کی ایسی آیات بینات اور رسالت مآب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ایسی احادیث مبارکہ جن میں کفار ومشرکین سے کسی طرح کی دلی دوستی رکھنے سے منع کیا گیا ہے، ان سے مراد "موالات" ہے۔ یعنی کفار ومشرکین سے موالات قائم کرنا اور ان سے دلی دوستی لگانا اور محبت کی پینگیں بڑھانا ناجائز اور حرام ہے۔

موالات کفار پر علامہ بوطی کا موقف

غیر مسلموں کے ساتھ موالات کا کیا حکم ہے؟ اس بارے ڈاکٹر سعید رمضان بوطی نے اپنی کتاب "فقہ السیرہ" میں قوم یہود کا واقعہ بیان کرنے کے بعد اس میں کچھ مسائل اور نصیحتیں نقل کی ہیں۔ جن میں ایک غیر مسلموں سے "موالات" اور ولایت کا مسئلہ بھی ذکر کیا ہے۔ وہ رقمطراز ہیں: "وإذا تأملنا في النتيجة التشريعية لهذه الحادثة وهي الآيات القرآنية نزلت تعليقا عليها، علمنا أنه لا يجوز لأي مسلم أن يتخذ من غير المسلم وليا له، أي صاحبا تشييع بينهما مسؤولية الولاية والتعاون۔" "اس واقعہ کے ضمن میں جب ہم تشریعی نتیجہ میں غور وفکر کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ غیر مسلم کو دلی دوست بنائے، یعنی ایسا ساتھی اور دوست بنائے کہ ان کے درمیان محبت وتعاون کی ذمہ داری عام ہو جائے۔" ڈاکٹر بوطی مزید لکھتے ہیں: "وهذا من الأحكام الإسلامية التي لم يقع خلاف فيها بين المسلمين، إذ الآيات القرآنية الصريحة في هذا متكورة وكثيرة، والأحاديث النبوية في تأكيد ذلك تبلغ مبلغ التواتر المعنوي۔"[12] "اس 'موالات' کا تعلق ایسے اسلامی احکام سے ہے کہ جس کے بارے مسلمانوں کے درمیان اختلاف نہیں ہے۔ اس بارے قرآن کی واضح آیات بکثرت ہیں اور اس کی تاکید میں احادیث نبویہ تواتر معنوی کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔" درج بالا عبارت سے ڈاکٹر بوطی کا موقف بالکل واضح ہے کہ کفار ومشرکین سے دلی محبت اور قلبی لگاؤ قائم کرنا ناجائز ہے۔ اس بارے قرآن مقدس کی متعدد آیات موجود ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ﴾[13] "اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حمایت میں نہیں، مگر یہ کہ ان کے شر سے کسی طرح بچاؤ مقصود ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔" امام ابن جریر طبری (م 310ھ) فرماتے ہیں: "جس شخص نے کفار ومشرکین کو اپنا دوست اور معاون بنایا اور وہ ان کے دین پر قائم رہ کر ان سے محبت کرتا ہے اور مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی حفاظت وحمایت میں نہیں ہے، یعنی وہ اللہ سے بری ہے اور اللہ اس سے بری ہے۔ اس کے ارتداد اور کفر میں داخل ہونے کی وجہ سے، ہاں اگر تم ان کی سلطنت وحکومت میں رہتے ہو اور تمہیں نقصان کا اندیشہ ہو تو پھر زبان سے ظاہری طور پر دوستی کا اظہار کرسکتے ہو اور اپنے دلوں میں عداوت کو پوشیدہ رکھو اور ان کے طریقہ کفر کی موافقت نہ کرو اور کسی مسلمان کے خلاف ان کی مدد بھی نہ کرو۔"[14] امام ابن کثیر (م 774ھ) لکھتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے اپنے

مؤمن بندوں کو کفار سے محبت کرنے اور انہیں دلی دوست بنانے اور اہل ایمان کو چھوڑ کر ان سے مخفی طور پر محبت کا اظہار کرنے سے منع کیا ہے۔ پھر اس فعل پر یوں دھمکی دی ہے کہ جو اس ممانعت کا ارتکاب کرے گا تو وہ اللہ سے بری ہے۔ مگر جو مسلمان بعض شہروں اور اوقات میں ان کے شر سے ڈرتا ہے، تو اس کے لیے اجازت ہے کہ وہ ظاہری طور پر ان کے شر سے بچاؤ کے لیے اظہار دوستی کر لے اور باطنی طور پر ان سے محبت نہ کرو۔"[15] علامہ عبد الرحمن سعدی (المتوفیٰ:1376ھ) تحریر کرتے ہیں:"اس آیت مبارکہ میں مؤمنوں کو کافروں سے محبت، نفرت اور مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کر کے ان کی موالات سے منع کیا گیا ہے۔ اور اس فعل پر اللہ تعالیٰ نے یوں دھمکی دی ہے کہ جو ایسا کرتا ہے، وہ اللہ سے کٹ جائے گا اور اللہ کے دین میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ کیوں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کافروں کی محبت ومودت جمع نہیں ہو سکتی۔ کیوں کہ ایمان تو اللہ کی موالات اور اس کے دوست اہل ایمان کی محبت کا حکم دیتا ہے جو اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے باہمی تعاون کرتے ہیں اور اس کے دشمنوں سے جہاد کرتے ہیں۔ اس آیت میں دلیل ہے کہ کفار کی معاشرت، اور ان کی طرف میل جول رکھنے سے دور رہا جائے اور یہ بھی دلیل ہے کہ کفار کے ساتھ مسلمانوں کی طرح موالات قائم نہ کی جائے اور ان کی مدد نہ کی جائے۔ مگر ایک صورت میں یعنی تمہیں اپنی جانوں کے نقصان کا خدشہ ہو تو تمہارے لیے (ظاہری دوستی کا اظہار کرنا) حلال ہے جس کے ذریعہ تم اپنے خونوں کو محفوظ کر سکتے ہو۔"[16] ایک اور آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی یوں صفت بیان فرمائی ہے:﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ﴾[17] "اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے، گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے قبیلے کے ہی کیوں نہ ہوں۔" علامہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"جو شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کے باوجود وہ اللہ کے دشمنوں (کفار) سے محبت کرتا ہے، اور ایمان کو پس پشت ڈالنے والوں سے الفت رکھتا ہے تو اس کا یہ ایمان محض خیالی ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے کیونکہ ہر معاملہ کے لیے دلیل وبرہان کا ہونا ضروری ہے جو اس کی تصدیق کر سکے اور محض دعویٰ سود مند نہیں اور اپنے ساتھی کی تصدیق بھی نہیں کرتا۔"[18] ایک جگہ اللہ کریم نے فرمایا ہے:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ﴾[19] "اے ایمان والو! تم اپنے علاوہ کسی کو دلی دوست نہ بناؤ۔ وہ تمہاری تباہی وہلاکت میں کوئی کمی نہیں کرتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ تم مشقت اور تکلیف میں پڑو۔ ان کی عداوت تو خود ان کے منہ سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے، وہ بہت زیادہ ہے۔ ہم نے تمہارے لیے آیات بیان کر دی ہیں اگر تم عقل مند ہو۔" ان نصوص قرآنیہ سے واضح ہے کہ کفار ومشرکین سے دلی دوستی رکھنا، ان سے الفت وچاہت رکھنا اور ان سے موالات کا رشتہ استوار کرنا بالکل حرام ہے۔ جو شخص غیر مسلموں سے ولایت وچاہت رکھے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی حمایت میں نہیں ہے۔ وہ حزب اللہ سے تعلق رکھتا ہے، نہ ہی سنت رسول پر گامزن ہے۔ ان آیات میں واضح طور پر کفار سے موالات قائم کرنے سے روکا گیا ہے۔ لہٰذا ایک مؤمن اور مسلم کے دل میں غیر مسلم سے صدق دل سے اور عمیق قلب سے دوستی قائم کرنا ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) سے بھی موالات قائم کرنے اور ان سے دلی لگاؤ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ

مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ›[20]"اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے، وہ بے شک انہی میں سے ہے۔ بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

یہ واضح نص ہے کہ یہود و نصاریٰ سے موالات اور محبت کا رشتہ قائم کرنا حرام ہے اور اس پر سخت وعید بیان فرمائی ہے کہ جو ان سے دوستی رکھے گا، وہ انہی میں شمار ہو گا۔ یہ بہت خطرناک عمل ہے۔ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جو بھی مؤمنوں کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ سے موالات قائم کرے گا، وہ انہی میں سے سمجھا جائے گا۔ یعنی ان کے دین و ملت سے شمار ہو گا کیونکہ جو کسی سے محبت رکھتا ہے، گویا وہ اس سے اور اس کے دین سے راضی اور خوش ہوتا ہے۔"[21] امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤمن بندوں کو یہود و نصاریٰ سے موالات و محبت کا رشتہ قائم کرنے سے منع فرمایا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ پھر آگاہ فرمایا کہ وہ باہمی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ بعد ازاں سخت وعید اور دھمکی دی کہ جو ان سے دوستی رکھے گا، وہ انہی میں سے ہو گا۔"[22] ڈاکٹر سعید رمضان بوطی نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے ضمن میں بیان کیا ہے: "ثم القرآن الذي أنزل بسببه على أنه لا يجوز للمسلمين في أي الظروف كانوا أن يتخذوا من أعداء الله تعالى أولياءهم يلقون إليهم بالمودة، أو أن يمدوا نحوهم يد الإخاء والتعاون۔"[23] "پھر اسی وجہ سے نازل ہوا کہ کیسے بھی حالات ہوں، مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ اللہ کے دشمنوں کو اپنا دوست بنائیں اور ان کی طرف محبت کی پینگیں بڑھائیں، یا پھر ان کے ساتھ بھائی چارے اور تعاون کا ہاتھ بڑھائیں۔" وہ مزید لکھتے ہیں: "قرآنی آیات واضح طور پر مسلمانوں کو حکم دیتی ہیں کہ وہ صرف اور صرف اللہ سے موالات کا رشتہ قائم رکھیں اور لوگوں کے ساتھ ان کے تعلقات اور رشتوں کی بنیاد دین حنیف کے تقاضوں کے مطابق اور اخلاص پر مبنی ہو۔"[24] ڈاکٹر بوطی کا موقف اس بارے بالکل واضح ہے کہ کفار و مشرکین سے دلی دوستی رکھنا بالکل ناجائز ہے۔ اس حکم سے ایک حالت انہوں نے مستثنیٰ قرار دی ہے جب شدت کمزوری کی وجہ سے وہ کفار سے ظاہری موالات قائم کرنے پر مجبور ہوں تو پھر ان کے لیے اللہ کی طرف سے رخصت ہے۔ انہوں نے سورۃ آل عمران کی آیت ‹إلا أن تتقوا منهم تقاة› سے استدلال کیا ہے۔[25]

گزشتہ بحث سے یہ بات واضح ہوئی کہ کفار و مشرکین سے موالات و محبت، الفت و چاہت اور دلی عقیدت قائم کرنا ایک مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے۔ ایک مؤمن کے دل میں کافر کی محبت اور اللہ اور رسول اللہ کی محبت جمع نہیں ہو سکتی۔ جو مسلمان غیر مسلموں سے دلی دوستی رکھے گا، اس کا اللہ تعالیٰ سے رشتہ منقطع ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے اور وہ اللہ سے بری ہے۔ اور ایسا شخص جو ان سے موالات اور میلان رکھتا ہے، تشریعی امور میں ان کی اطاعت کرتا ہے۔ انہیں مسلمانوں کے برابر سمجھتا ہے۔ مسلمانوں کے خلاف ان کی نصرت واعانت کرتا ہے۔ مسلمانوں کو چھوڑ کر ان پر اعتماد کرتا ہے تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور اس کا شمار انہی میں ہے۔

غیر مسلموں سے مدارات اور رواداری کا معاملہ کرنا

غیر مسلموں سے "عدم موالات" کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انہیں انسانیت سے خارج کر دیا جائے، انہیں دنیا میں رہنے کا کوئی حق نہ دیا جائے، ان کا جینا دوبھر کر دیا جائے، ان کے ساتھ بدسلوکی، بداخلاقی، بدمزاجی اور بدکلامی سے پیش آیا جائے۔ غیر مسلم سمجھ کر اس کے ساتھ ظلم و ستم روا رکھا جائے اور اسے ایذا دی جائے۔ یہ تمام رویے یکسر غلط ہیں۔ دین اسلام ان کا حکم

نہیں دیتا، بلکہ اسلام تو غیر مسلموں کے ساتھ خاطر مدارات، خوش خلقی، نرمی اور حسن سلوک کا درس دیتا ہے۔ سیرت طیبہ ایسے واقعات سے لبریز ہے کہ جن سے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی کفار و مشرکین اور اہل کتاب کے ساتھ اچھے برتاؤ کی مثالیں ملتی ہیں۔ قرآن مجید کی متعدد آیات، احادیث نبوی، سیرت طیبہ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعامل سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان خواہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو، اس کو بنیادی انسانی حقوق حاصل ہیں۔ اسے زندہ رہنے، معاشی جدوجہد کرنے، اپنا مال ومنال اور جائیداد رکھنے اور عزت وآبرو کے ساتھ زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔ دین اسلام ان کی جان، مال اور عزت ووقار کی حفاظت کی تعلیم دیتا ہے اور یہ درس دیتا ہے کہ انسانیت کے اعتبار سے ان کے حقوق کا مکمل طور پر احترام کیا جائے۔

مدارات کا مفہوم

عربی زبان میں "مدارات" کا معنیٰ نرمی سے پیش آنا اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنا ہے۔ علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: "وأما المداراة في حسن الخلق والمعاشرة فإن ابن الأحمر يقول فيه: إنه يهمز ولا يهمز. يقال: دارأته مداراة وداريته إذا اتقيته ولاينته. قال أبو منصور: من همز، فمعناه الاتقاء لشره، ومن لم يهمز جعله من دريت بمعنى ختلت؛ وفي حديث قيس بن السائب قال: كان النبي، صلى الله عليه وسلم، شريكي، فكان خير شريك لا يدارئ ولا يماري."[26] "مدارات کا لفظ اچھے اخلاق اور حسن معاشرت میں بھی مستعمل ہے۔ ابن احمد کے بقول یہ لفظ ہمزہ اور بغیر ہمزہ دونوں طرح آتا ہے۔ جیسے "دارأته مداراۃ" کا معنیٰ "جب تم کسی سے بچاؤ حاصل کرو اور اس سے نرمی کا برتاؤ کرو۔ ابو منصور کہتے ہیں کہ جنہوں نے اسے ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے تو اس کا معنیٰ ہے کسی کے شر سے بچاؤ کے لیے نرمی کا برتاؤ کرنا اور جس نے بغیر ہمزہ کے بیان کیا ہے، تو اسے "دریت" سے ماخوذ کیا ہے اور قیس بن سائب کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ (کاروبار میں) میرے شریک تھے اور وہ بہترین شریک تھے۔ اور آپ ﷺ مخالفت اور جھگڑا نہیں کرتے تھے۔"[27] اور اصحاب المعجم نے یوں لکھا ہے: "دارأه أي لاطفه ولاينه اتقاء لشره."[28] "داراہ کا معنیٰ کسی کے شر سے بچاؤ کے لیے اس سے لطف ونرمی کا معاملہ کرنا۔" بہر حال عربی زبان میں "مدارات" کا معنیٰ حسن معاشرت، ادب واحترام اور نرمی سے پیش آنے کا ہے۔

سیرت نبوی اور غیر مسلموں سے تعلقات کی نوعیت

دین اسلام غیر مسلموں کے ساتھ رواداری، حسن اخلاق، شیریں زبانی اور دیگر اخلاق حسنہ کا نہ صرف حکم دیتا ہے، بلکہ خوش اخلاقی اور نرمی کو مستحب گردانتا ہے۔ سیرت نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام میں سفر طائف اور غزوات بالخصوص فتح مکہ سمیت متعدد مواقع ایسے ہیں جہاں رواداری اور حسن اخلاق کے ایسے بے شمار واقعات ملتے ہیں کہ تاریخ ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ان واقعات پر حیرت اس لیے بھی ہے کہ یہ رواداری اس صورت حال میں تھی جب کہ آپ ﷺ اور کفار سے برسرپیکار تھے اور ہر وقت ان سے ضرر رسانی کا خطرہ رہتا تھا۔ ایسے وقت لوگ جذبات میں حسن سلوک اور ظاہری خوش خلقی سے بالکل عاری ہوجاتے ہیں۔ بلکہ ایسے حالات اور مواقع پر انسانیت کا بھی احترام واکرام ختم ہوجاتا ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے کردار وگفتار پر قربان جائیں کہ آپ ﷺ میدان کارزار میں بھی رحمت ورافت کے دریا بہا رہے ہوتے تھے۔ آپ ﷺ کی جان کے سخت ترین دشمن آپ کی آنکھوں کے سامنے ہوتے، آپ ﷺ انہیں « لا تثریب علیکم الیوم » کا جانفزا مژدہ سنا کر انہیں معاف کررہے ہوتے تھے۔ کتب سیرت اور احادیث اس بات کی شاہد ہیں۔ یہ اسلام کی تعلیم وتربیت ہے کہ

حسن اخلاق اور خاطر مدارات اور رواداری ہر حال میں پیش نظر رکھنی چاہیے۔ اس سے صرف نظر کرنا مسلمانوں کا وصف نہیں ہے۔[29] غیر مسلموں سے معاشرتی اور سماجی تعلقات کی سطح اور نوعیت کس طرح کی ہونی چاہیے؟ اس بارے ڈاکٹر سعید رمضان بوطی کی فکر بیان کرنے سے قبل اجمالی جائزہ پیش کرنا مناسب ہے۔ اسلام اپنے پیروکاروں کو بلند اخلاقی اور اعلیٰ ظرفی کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلامی شریعت یہ نہیں چاہتی کہ لوگوں سے بداخلاقی اور بدکلامی کی جائے۔ یا کسی بھی معاملے میں تنگ ذہنی برتی جائے۔ چناں چہ اسلام نے مسلمانوں کو باہمی اخلاقیات کی جو تعلیم اور ہدایات دی ہیں، اس کا درست مصداق تو مسلمان ہیں، تاہم غیر مسلم افراد بھی اس میں شامل ہیں۔ جیسے اسلام میں ہمسائیوں کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے، ان کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے اور ان کو اپنے شر سے محفوظ رکھنے کی ہدایت دی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: «من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره»[30] ”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے اپنے پڑوسی کو اذیت نہیں پہنچانی چاہیے۔“ یہ حدیث عام ہے۔ ہر قسم کے پڑوسی کو شامل ہے، چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح مسلمان پڑوسی کو اذیت و تکلیف سے محفوظ رکھا جائے گا، اسی طرح غیر مسلم پڑوسی کا بھی حق ہے کہ اسے امن و سکون فراہم کیا جائے اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ کیا جائے۔ اس کی ایک دلیل وہ حدیث بھی ہے جس میں آیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ایک بار بکری ذبح کرائی اور اپنے خادم کو ہدایت دی کہ وہ سب سے پہلے پڑوسی کو گوشت پہنچائے۔ ایک شخص نے کہا: وہ تو یہودی ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے پڑوسیوں کے حق میں اس قدر وصیت کی کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ پڑوسیوں کو وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے۔[31] امام قرطبی (المتوفیٰ: 671ھ) لکھتے ہیں: ”پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کا حکم مندوب و پسندیدہ ہے چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر۔“[32] اسی طرح انسانی ہمدردی اور دعوتِ توحید کی خاطر غیر مسلم کی عیادت اور مزاج پرسی جائز ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”صحیح“ میں ایک باب باندھا ہے: «باب عيادة المشرک» یعنی مشرک کی عیادت کے جواز کے بارے میں اور اس کے تحت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث لے کر آئے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، بیمار ہو گیا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی تو وہ مسلمان ہو گیا۔[33] سماجی زندگی میں تحائف اور ہدایا کے تبادلے کی بڑی اہمیت ہے۔ اس سے دوستی بڑھتی ہے، دلوں سے رنجش اور کدورتیں ختم ہوتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: «تهادوا تحابوا»[34] ”ایک دوسرے کو ہدیہ دو، اس سے باہمی محبت ہو گی۔“ یہ عام حکم ہے۔ اس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں۔ احادیث میں غیر مسلموں سے تحائف قبول کرنے اور انہیں دینے کے ثبوت موجود ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک مشرک و کافر بھائی تھا۔ آپ نے اسے ریشمی جوڑا ہبہ کیا تھا۔[35] دین اسلام میں صلہ رحمی کی بڑی اہمیت ہے اور یہ صلہ رحمی صرف مسلمان رشتے داروں سے ہی نہیں، بلکہ غیر مسلم رشتے داروں سے بھی کرنے کا حکم ہے۔ والدین چاہے غیر مسلم ہوں، ان کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کی جائے گی۔ سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میری والدہ مشرکہ تھی۔ وہ میرے پاس آئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا اپنی والدہ سے صلہ رحمی کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا: جی! تم اپنی والدہ سے صلہ رحمی کرو۔[36] مسلم معاشرے میں غیر مسلم ذمی بھی رہتے ہوں اور اگر وہ ملاقات کے وقت سلام کرتے ہیں تو سیرت رسول ﷺ یہی درس دیتی ہے کہ ان کا جواب ”وعلیکم“ کہہ کر دیا جائے۔ خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا: «إذا سلم عليكم أهل الكتاب، فقولوا:

وعليكم»[37]"جب تم پر اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سلام کریں تو تم "وعلیکم" کہہ کر اس کا جواب دو۔"
عہدِ نبوی میں قوم یہود بڑے گستاخ تھے۔ وہ جب رسالت مآب کی خدمت میں حاضر ہوتے تو السلام کی بجائے "السام" (موت) کے الفاظ بولتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انہوں نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو "السام علیک" کہا۔ میں سمجھ گئی تو میں نے پلٹ کر ان کا یوں جواب دیا: "علیکم السام واللعنۃ" "تم پر موت اور لعنت ہو" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: "اے عائشہ! رکیے! بے شک اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے سنا نہیں کہ انہوں نے آپ کو کیا کہا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ان کو "وعلیکم" کہہ کر جواب دے دیا تھا۔"[38] دین اسلام میں عدل وانصاف کی بڑی سخت تاکید ہے۔ اسلام اپنے متبعین کو ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی فرد یا گروہ پر دست تعدی دراز کریں، چاہے وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾[39] "اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ۔ راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ۔ کسی قوم کی دشمنی تمہیں خلافِ عدل پر آمادہ نہ کردے۔ عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک تم جو عمل کرتے ہو، اللہ اس سے آگاہ ہے۔" دین اسلام کسی پر ظلم وزیادتی کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام اپنے پیروکاروں کو اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ وہ غیر مسلموں کو بغیر کسی جرم کے ظلم وتعدی کا نشانہ بنائیں، بلکہ جو کسی غیر مسلم ذمی کو بغیر کسی وجہ سے مار دیتا ہے، اس کے لیے سخت وعید ہے۔
حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: «من قتل معاهدا لم يرح رائحة الجنة، وإن ريحها توجد من مسيرة أربعين عاماً»[40] "جس شخص نے کسی ذمی کو قتل کر دیا تو وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا، حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے دور آرہی ہوگی۔" مذکورہ سماجی تعلقات کے علاوہ سیرت رسول سے دیگر اخلاقی اقدار کا بھی درس ملتا ہے جس سے معاشرتی تعلقات بہتر اور خوشگوار ہوتے ہیں۔ مسلم سکالرز نے اپنی کتابوں میں اس کی تفصیل بیان کر رکھی ہے۔[41] انسانی تعلقات کو مضبوط کرنے اور معاشرے اور سماج میں امن وامان برقرار رکھنے کے لیے سیرت مصطفیٰ پر چلنا بے حد ضروری ہے۔

ڈاکٹر بوطی اور غیر مسلموں سے رواداری

اسلام تمام لوگوں کے ساتھ رواداری کا حکم دیتا ہے، چاہے وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔ کفار سے عدم موالات کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ کفار پر تشدد وظلم کو روا رکھا جائے۔ انہیں معاشرے کا حقیر ترین فرد سمجھ کر ان کے ساتھ بداخلاقی اور سخت مزاجی سے پیش آیا جائے۔ گزشتہ صفحات میں سیرت طیبہ کی روشنی میں غیر مسلموں کے ساتھ رواداری کا نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ اس بارے ڈاکٹر بوطی کا موقف ذیل کی عبارات سے واضح ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "وينبغي أن تعلم أن النهي عن موالاة غير المسلمين لا يعني الأمر بالحقد عليهم، فالمسلم منهي عن أن يحقد على أحد من الناس۔"[42] "یہ جاننا ضروری ہے کہ غیر مسلموں سے عدم موالات کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے ساتھ بدسلوکی کی جائے، ان کے خلاف کینہ وبغض رکھا جائے۔ ایک مسلمان کو لوگوں میں سے کسی ایک سے بھی بغض وعناد رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔" علامہ بوطی مزید رقمطراز ہیں: "اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ کفار ومشرکین کے ساتھ عدم موالات کی ممانعت ان کے ساتھ عدل وانصاف کے

معاملے میں تساہل کا جواز فراہم نہیں کرتی اور مسلمانوں اور جو ان کے درمیان معاہدے ہوئے ہیں، ان کے احترام میں کمی نہیں کرتی۔ عدل وانصاف کو کسی بھی دن بروئے کار لانے میں اللہ کے لیے بغض و کراہت درمیان میں حائل نہیں ہونی چاہیے۔ اس بارے خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى [43] ''کسی قوم کی دشمنی تم کو ہرگز اس بات پر نہ ابھارے کہ تم ان سے عدل نہ کرو۔ عدل کرو، وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔'' بیان کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ جان لیں کہ مسلمان ایک امت ہیں، ان کی باہمی محبت اور بھائی چارہ ان کے درمیان ہی ہونا چاہیے۔ وہ کسی سے دلی محبت نہ کریں۔ باقی ان کے معاملات لوگوں کے ساتھ ہمیشہ عدل وانصاف کی بنیاد پر ہوں اور تمام لوگوں کے لیے خیر کی رغبت اور پوری انسانیت کے لیے رشد وہدایت اور اصلاح کی دعوت پر مبنی ہوں۔''[44]

خلاصۂ بحث

غیر جانب داری اور عدل وانصاف کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس مسئلہ میں ڈاکٹر رمضان بوطی کے افکار و نظریات کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کے لیے کافر اور بے دین شخص سے دلی دوستی رکھنا اور اس درجہ محبت و موالات کا اظہار کرنا شرعی طور پر حرام ہے۔ مسلمانوں کا باہمی ایک دوسرے کے ساتھ دلی لگاؤ اور قلبی میلان ہونا چاہیے۔ قرآن مقدس کی متعدد آیات میں کفار کے ساتھ موالات قائم کرنے سے منع فرمایا گیا ہے، بالخصوص وہ کفار جو حربی اور جنگجو ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾[45] ''اللہ تمہیں صرف ان لوگوں کی محبت سے روکتا ہے جنھوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائیں کیں اور وطن سے نکال دیا اور تمہارے نکالنے پر انہوں نے مدد کی، جو لوگ ایسے کفار سے محبت کرتا ہے، تو یہی لوگ ظالم ہیں۔'' جو کفار جنگ جو نہیں، اور مسلمانوں کے خلاف محاذ آرائی نہیں کرتے، ان کے ساتھ احسان اور انصاف کا معاملہ کرنا اور ان کے ساتھ رواداری اختیار کرنا منع نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ [46] ''جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں کی، اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا، ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور عدل وانصاف کا برتاؤ کرنے سے اللہ تمہیں نہیں روکتا۔ بلکہ اللہ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

ڈاکٹر محمد رمضان بوطی نے ''فقہ السیرہ'' میں سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں جو اپنی فکر بیان کی ہے، وہ یہی ہے کہ کفار ومشرکین کے ساتھ موالات و محبت کا رشتہ استوار کرنا ممنوع ہے۔ اس بارے انہوں نے متعدد نصوص کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے یہ واضح کیا ہے کہ عدم موالات کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ کفار ومشرکین کے ساتھ رواداری کا معاملہ کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ عدل وانصاف کا تقاضا ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک اور نرمی گفتار کے ساتھ پیش آیا جائے اور کسی بھی صورت میں عدل وانصاف کے ترازو کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔ ان کے ساتھ عدل وانصاف کی اساس پر ظاہری تعلقات استوار رکھیں۔ انسانی تعلقات کا مسئلہ سماج کا سب سے اہم اور نازک مسئلہ ہے۔ اس کی اہمیت اور نزاکت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب سماج میں مختلف افکار و نظریات اور عقائد و مذاہب کے لوگ رہتے ہوں۔ ان کا طرز حیات، ان کی تہذیب و معاشرت ایک دوسرے سے جدا ہو۔ اس صورت حال میں ظلم وزیادتی، حق تلفی اور ناانصافی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں اور عدل وانصاف اور حقوق کی ادائیگی میں فکری تعصبات، ذاتی اور قومی رجحانات رکاوٹ بننے لگتے ہیں۔ اس پر قابو پانا ہر مہذب اور

صالح سماج کی اولین ضرورت ہے۔ اسلام عالمگیر مذہب ہے، اس لیے اسلام نے نہ صرف مسلمانوں کے مسلمانوں کے ساتھ تعلقات کے اصول وضوابط طے کیے، بلکہ غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کا بھی ایک جامع ضابطہ اخلاق وضع کیا ہے۔ اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کی اساس عظمت انسانی، شرفِ انسانیت، عدل وانصاف، امن وامدادِ باہمی، ایفائے عہد، حریت فکر، عدم اکراہ اور غیر جانب داری اور رواداری پر رکھی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مسلمان سماجی ومعاشرتی تعلقات کے حوالے سے اسلام کی تعلیمات کو اساس بنائیں اور غیر مسلموں سے حسن سلوک کا رویہ اختیار کریں۔ غیر مسلموں سے اسلام کے قوانین کے مطابق رواداری اختیار کرنا عدم موالات کے منافی ہرگز نہیں ہے۔ اسی سے دشمنان دین کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کرایا جاسکتا ہے۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرنا اہم فریضہ ہے۔ اسی سے معاشروں کے اندر امن وسکون اور خوشحالی کا دور دورہ ہوتا ہے۔ جس معاشرے میں عدل وانصاف نہیں ہے، وہ معاشرے آج ظلم وبربریت کا شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حقیقی طور پر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

References

[1] Al-Baqarah 2:158.
[2] Fadi Al-Ghoash, *Al-Dawa Wa Al-Jihab Wa Al-Islam Al-Siyasi* (Berut: Markaz Hazara Li Tanimay Al-Fikr Al Islami,1212 AH),26.
[3] Ibn Manzoor, Al-Ifriqi, *Lisan Al-Arab,* (Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi, 1992), 15-16:282.
[4] Al-Baqarah 2:257.
[5]Al-Raghib Al-Asfahani, *Vocabulary of the Words of the Qur'an,* (Damascus: Dar Al-Qalam, 1435 AH), 885.
[6]Al-Tawbah: 9:71.
[7]Ibn Al-Katheer, *Interpretation of the Great Qur'an,* (Beirut:Al-Thaqaf Forum, 1436 AH), 2:356.
[8] Al-Tawbah: 9:71.
[9] Al-Anfal: 8:72.
[10] Muhammad bin Ismail, Al-Bukhari, *Sahih Al-Bukhari,* (Dar Touq Al-Najat, 1422 AH), Hadith No. 13
[11]Sahih al-Bukhari, Hadith No. 6011.
[12] Al-Bouti, Muhammad Saeed Ramadan, *Fiqh Al-Sirah,* (Beirut: Dar Al-Fikr, 1409 AH), 234.
[13] Aal Imran: 3:28.
[14] Muhammad bin Jarir al-Tabari, *Jami al-Bayan,* (Beirut: Dar al-Fikr, 1408 AH), 3:228.
[15] Ibn Katheer, *Interpretation of the Great Qur'an,* 1:337.
[16] Al-Bouti, *Fiqh Al-Sirah,* 234.
[17] Al-Majadala: 58:22.
[18] Abd Al-Rahman bin Nasir Al-Saadi, *Tayseer al-Karim al-Rahman, (*Beirut, Moassa Al-Risala, 1420 AH), 1000.
[19] Aal Imran: 3:118.
[20] Al-Ma'idah: 5:51.
[21] Al-Tabari, *Tafsir Al-Tabari,* 6:277.
[22] Ibn Katheer, *Interpretation of Ibn Katheer,* 2:65-66.
[23] Al-Bouti, *Fiqh Al-Sirah,* 234.

[24] Ibid, 368
[25] Ibid, 234
[26] Ibn Manzoor, *Lisan Al Arab,* 6-5:234
[27] Abu Dawud Suleman bin Ash'ath, *Al-Sunan,* (Hims, Dar Al-Hadith, 1388 AH), Hadith No. 4836.
[28] Ibrahim Mustafa, *Al-Mojam Al- Waseet,* (Istanbul: The Islamic Library), 1:270
[29] Abu Ubaid al-Qasim bin Salam, *Kitab Al-Amwal,* (Beirut: Dar Al-Fikr), 57.
[30] *Sahih Al-Bukhari,* Hadith No. 6018.
[31] Muhammad bin Ismail Al-Bukhari, *Al-Adab Al-Mufrad,* (Riyadh: Al-Maarif Library for Publishing and Distribution, 1419 AH), Hadith No. 105.
[32] Muhammad ibn Ahmad al-Qurtubi, *Al-Jame Li Ahkam Al-Qur'an,* (Cairo: Dar al-Hadith, , 1439 AH), 5:481.
[33] *Sahih Al-Bukhari,* Hadith No. 5657.
[34] Al-Bukhari, *Al-Adab Al-Mufrad,* Hadith No. 208.
[35] *Sahih Al-Bukhari,* Hadith No. 5981.
[36] *Ibid,* Hadith No. 5978.
[37] *Ibid,* Hadith No. 6258.
[38] *Ibid,* Hadith No. 6258
[39] Al-Ma'idah: 5:8.
[40] *Sahih Al-Bukhari,* Hadith No. 3166.
[41] Ahmad bin Abd Al-Halim Ibn Taymiyyah, *Majmoo' al-Fatawa,* (Madina: King Fahd Complex for the Printing of the Noble Qur'an, 1416 AH), 4:114.
[42] Al-Bouti, *Fiqh Al-Sirah,* 235.
[43] Al-Ma'idah: 5:8.
[44] Al-Bouti, *Fiqh Al-Sirah,* 235.
[45] Al-Mumtahina: 60:9
[46] Al-Mumtahina: 60:8